

تَمَيِّرِ حَيَاتٍ

لِلْكَفَافِ

نامہ تھاں
اندونیلک — ۱۶ روپے
فی پر پر — ۸ روپے
بیرونی لکلک — جوڑی ڈاک بلکلک ۲ روپے
حوالی ڈاک
۷ روپے
۸ روپے
۹ روپے
ایشانی لکلک
افروزی ٹارک
یورپی ڈاک
یورپی ڈاک

شجرۃ التیسیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلما لکھنؤ

جلد نمبر ۱۴۲۹ء
۱۰ مارچ ۱۹۷۹ء
۱۰ ربیع الثانی ۱۳۹۹ھ
شمارہ ۹۵

اس دارالہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شانہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہذا آپ یہ پہنچتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلما رکھا تھا، اپنی خدمت میں پہنچتا ہے تو اس کا سالانہ چندہ بیٹھنے سوچ رہے اسال فرمائی۔ اگر لگتے شانہ کی روائی سے ہیلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو دی پہنچتے ہیں ادا کرنے میں ہوتے ہیں۔ الگا وہہ سوچ دی ہے خرچ ۱۹/۲۵ R. کے مطابق یہ ۱۹.۲۵ روپے روانہ ہو گا۔ چندہ یا خط پہنچتے وقت اپنا نیز بیکاری لکھنا بھولیں۔

مُجَاهِدَةٌ كَا أَصْلَى مَيَّدَانٍ — اتِّبَاعُ سُنْتٍ

محمد الحسني

کی آخری منزہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اندھے لعلی اخلاق عظیم اور انسانیت دانشمندان اخلاق کے ہم کو سلوک ہوتا ہے کہ آپ کا ہر عمل ہر اخلاق، ہر قول و فعل اعلیٰ درجہ کی عدالت اور کمال پر منسی ہے، مگر اور بازار، سوسائٹی اور معاشر کی خوبی یا کسی برداشت کو درکرنے کے لیے اگر اسال جایہ کرے خالی کے طور پر آدمی فضیل کی طرف سے ہوئے اور اسی سنت کا دامن نہ ہوئے زخم ہوئے۔ جائے تو چلتے چھرتے سارے نجاح ہے اور ساری منزہیں ٹھہر کی ہیں۔ دشمن کے ساتھ کی بتاؤ اور دل مارے تب بھی اسی صیارا پر ہنسی پہنچ پکے گا۔ جس صیارا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علی ہے، اس کی وجہ ہے کہ اس نے قاتلے اس علی کو قبولیت عطا فرمائی ہے اور اس کے ساتھ بخات و مفتر اور بركت و نور ایتیت قاتل مذکور کے لئے دائرہ کردی گئی ہے۔ وہ علی اور سنت دوسرے مجاہدات اور ریاست شاق کے ساتھ خواہ کتابی چھوٹا نظر آئے۔ تباہ را درستہ کے لحاظ سے وہ اس کے لئے بھی ہے۔ بیشکار اخلاع اور تصحیح نیت کے ساتھ ہے۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سب سے بڑا علاج ہے کہ اس کا تحفظ اعلیٰ برائے سے ہو جائے اس کے لئے کہہ سے ہے کہ ہر سلان کے لئے اس پر عمل کرنا آسان ہے اس کے لئے دوسرے عمل پر بھاری ہے۔ دوسرے کو کہہ سلان کے لئے اس کے لئے اس کے لئے بہت بڑے علی کی ضرورت ہے زہب زیادہ ریاست کی صورت میں آیا ہے کہ جب دھمیزون حضرت علیہ السلام کی ضرورت ہے زہب زیادہ ریاست کی ضرورت ہے۔

علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ پہنچتے ہو چیزیں سفرتے ہو گئیں اسی طرح آپ کا ارشاد ہے کہ ہر کام وہ ہے کہ ہر دیساں ہو اور پیارا ہو۔ یعنی افزاں و تغیرت یا جذباتی غلہ اور نشاد سے غالی ہو۔

آپ کی سیرت کا ہر چیز لانا فی سبھ اور آپ کا ہر عمل نام انسانوں کے لئے سچھ بھایت ہے لیکن یہ دو سپلائیس ہے جو سلان کے لئے بشارت اور خوش بخیر کا درود رکھتے ہیں ملدوں کی بھنی نہ مدت

اس وقت دنیا یہی ہے اور تو کوئی کوئی تھیں علمائے حق اور حکماء اسلام نے تباہی کی دلیل بھی کا حصہ اور دنیا سیرت بھوی کا زیادہ سے زیادہ قرب ہے۔ ان کا مقصد ہے کہ آدمی کا اندھا طلب اور جانشی جس کے بعد اس کے لئے حضور علیہ وسلم کے عمل سے زیادہ گھبجوب اور کوئی عمل نہ ہو۔

سیرت کا سب سے بڑا پیشام اور اکمل کا سب سے بڑا سفر ہے کہ اس نے قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کے ساتھی ایک ایسی کامل اور مکمل زندگی کا سفر پیش کر دیا جو ہر درجی ہر رسانی کے ہر عمل کا حال ہے، اس کی کوئی نقل و حکم اور کوئی مغل ایسا ہیں جس میں سنت رسول کی دینی کوئی کوئی مرتباً موجود نہ ہو۔

سلکا عمل یا اس کے حوالہ کا جواب نہیں کا نات کی جو ہے بڑی حقیقت اور ساری جیسے جو ہو اور ایجاد کے لئے آدمی آپ کی سیرت کو سامنے رکھ لے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو پھر اس کو کسی اور جما ہے اور ریاضت کی ضرورت نہیں، اس نے آپ کے بارے عمل یا نفس کے ہر ذیل کا علاج موجود ہے، سچھ سے شام تک کے موقلات اور معاشرہ میں زندگی کی تاریخ کے آداب یہ میں بھی چھوڑا، پوری انسانی آبادی نہ درستی داخل ہو سکتی ہے زیرک دنیا کو کسکتی ہے سیرت

آپ سیق

مولانا عبدالماجد دریابادی

اڑو کے مشہور صاحب طرز ادیب اور مفسر قرآن مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کے قلم سے نگل ہوتی "آپ سیق" اور خود نوشت ہوئی میری میں گزشتہ کھنقا اور ادیب کی ثقافت و تہذیب، مٹاہیہ و زین و ادب اور عہزاد معاصرین و احباب کے بیتے باگتے تکرے اور پھر پھر تصوری بھی موجود ہیں "آپ سیق" میں مولانا کے جادو و نگار قلم نے اپنی گزشتہ زندگی کے ساتھ ہمدرفت کو اس طرح اولوادی ہے کہ دھال حکوم ہونے لگتا ہے۔

مکتبہ غرف دوس مکارم نگر (برولی) لکھنؤ

اگر علیہ للنبوغہ خاتمہ
یہ میں ہے بہت بھک رہی ہے
منَ اللَّهِ مَشْهُودٌ يَلْوَحُ وَ يَشَهَدُ
اَنَّكَ مَنْكَ شَاهَدَ هُوَ مَنْ جَاءَ
وَصَمَّ الْاَلَهُ اَمَّ النَّبِيِّ اِلَى اِنْهِ
اَنْتَ اَنْتَ نَمَ کَسَّتْ بَنْجَوْ کَمَ
إِذْ قَالَ فِي الْجَنَّةِ الْمَوْذَنْ اَشَهَدُ
جَبَكَ بَانِي وَقَتْ مَنَ اَشَدَ کَتَہَ
وَشَقَّ لَهُ مَنْ اَسْمَهُ لِيَحْلَهُ
اَنْتَ اَنْتَ اَعْزَزَ نَیْلَے اَنْتَ نَمَ سَقَتْ
فَدُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَ هَذَا مُحَمَّدٌ
صاحب عرش محمد ہے اور یہ محمد (صلواتہ اللہ علیہ) ہے

شیخ الازہر — عبد الرحمن بیصار

مرحوم داکر عبدالحیم محمود شیخ الازہر کے انتقال کے بعد سے نئے شیخ الازہر کے انتخاب کا سارہ دھوار بن گئی تھا۔ اس سلطے میں شیخ عبدالمعزیز راجحہ نام لیا جا رہا تھا جو حرم شیخ الازہر کے در سے ازہر کے ریکرڈ کے عمدہ پر فائز ہیں۔ لیکن اب اس منصب کے لئے شیخ

عبد الرحمن بیصار کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔

موسوف جامع ازہر کے فضلا و میں متاز حیثیت کے مالک ہیں۔ ان کی عمر ۶۹ سال ہے اور ان کی متعدد تصنیف شائع ہو چکی ہیں۔



دواخاز طبیعت کا یونیورسٹی علیگڑھ

جتنی میں:

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مذکورہ العالی (ناطمہ ندوۃ العلما) ان کی آمد ایضاً جو ہری عرب کے دورے سے فروری کے آخری متوتع ہے۔

میری میں امام باک، بصویں حاد، کوفیں سین
شوری اور شام میں امام اوزاری دیغروئے کام
کیا۔ پس بکار کیا امام خارجی پیدا ہوئے اور
علم صدیق میں کمال پیدا کیا اور پہلی شہر کتاب
باقی گرد بھی "سونگوہ" ہے۔ چوتھے منیں
کو حکم ہے کہ ان سے جنکر کیں ہائے جس کر
حدیث کو دخل کی جس کی صحت کا اپنی یقین
ہوگی۔ ان ہی کے نصت قدم پر ایک شاگرد
امام مسلم بن جعاب علیہ اور اپنے شاگرد کی
صیحہ مسلم کی تائیف تھی۔

(۴) احادیث کا ظاہری

تعارض
یہ مسلم علیہ اسلام کے نزدیک مل شد
ہے کہ نصت اگر قطبی وطنی کے درمیان ہے
وقطبی کو اختیار کر کے قطبی کو جھوٹا جایا جائے
شانہ و روات جو فاطمہ نبی مسلمہ سے مردی
ہے وہ کہتی ہیں کہ میر سہر سے رسول اللہ
کے زمانہ میں تین طلاقیں دیں۔ میں حضور
کے پاس آئی تو اپنے میرے لیے زندگی
مقرر کیا اور رسانکنی میری حدیث اُتھی کی
حالت ہے۔ فرمایا گیا ہے۔ اُسکو ہعن
من صحت سکنند من رجح کر جنک

یہ حدیث بظاہر قرآن کی صفات ہے جو قطبی اللہ
ہے اس یہی حدیث رد کر دی جائے گی۔

اور اگر تعارض فام و خاص، مل د
مفصل اور مطلق و مقدم کے درمیان ہو تو عام
کو خاص پر مطلق کو مقدم پر محیل کو مفصل
پر محول کرتے ہوئے دلوں پر عمل کیا جائیگا
اور اگر مخالص حدیث ان اقسام کی رسم ہوں

اس وقت کو روسراؤ کر تباری جماعت
توڑنا چاہئے تو تم اس کا سرکبی دو، خواہ وہ
کوئی ہو۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں
پر محول کرتے ہوئے دلوں پر عمل کیا جائیگا
وہی مخالص حدیث کی تفصیل کی تھی ہیں کہ
قرآن میں ہو۔ قرآن کا بھنا اور عقدہ دو احکام
شرعیہ کا جانا غاہدہ عبادات ہوں یا حرامات
عقوبات ہوں یا اخلاقیات یا شخصی مسائل،
اسی پر موقوف ہے۔

سنن بنوی ہی کے ذریعہ میں اسلام
کا حقیقی نظام حکومت معلوم ہوا اور ہم نے
جانا کہ اسلام کا نظام حکومت دراصل خلافی
منہما۔ جب دو خلیفہ کی بیت ہوئے لگے
تو دوسرے کو قتل کو یہ دلوں حدیث
بھی ہیلی حدیث کی تفصیل کی تھی ہیں کہ وہ
مسلمان ہو جو حکومت کے خلاف خود جرائم
کوہن کرنے کے لئے اپنے کام میں کامیاب
کرے۔ اسی کے بعد کوئی کامیابی کیا جائے
کہ اسی کے بعد کوئی کامیابی کیا جائے۔

کوئی نصت ہے ہیں جو اپنے نصافی دلیل
میں دی ہیں، حقیقت ان میں کوئی نصافی یہی
ہیں ہے کہون ان کے درمیان جمع قطیعہ مکن
ہے۔ حدیث ہے اذالۃ المسلمان بیفہا
نافائل والمقتول لا حماف النازار۔

یہ حدیث صحیح ہے لیکن لفظ "مسلمان"
سے ذکر کی ہے کہ اُن عاششہ ناصۃ عقل
و دین، تو یہ حدیث ہی ہنسیں۔ اسی طرح
دوسری احادیث و آیات ان کی تفصیل کرنی
ہے۔ اُنہوں نے فرمائے وہیں اُن طائفہ
من المؤمنین انتقام اٹھانے کے وہیں اُن طائفہ
فسم عاششہ، یہ کہی ان الفاظ کے ساتھ
حدیث کا محدث کے الفاظ ایہ ہیں۔ اُن حالات میں
قرآن کی تعریف و تفہیم کے طبق خلیفہ اسلام کے
نصت دینکو عن هذہ الحسید اعم۔

تھی و قصہ و عده ہے جو اس کی حفاظت کمل
لیکن کرنی حاجب! اسلام ایک بھل

پھرہ نظام حیات میں داخل ہو جائے کیونکہ حفاظت
کے قیام اور اسلام کے عملی زندگی میں حفاظت کمل
گوشن پر حاجی ہے، زندگی کے تمام جیوں اور
عقیدہ ہے اور وہ ہے "نکاری قیادت" اس
کا ایک بکاری نظام ہے جس پر افکار کی حریت
اور شودگا برقی ہے۔ اس کے ملکت
اور عوام کی خرگی کے لئے قوانین اور نظام
کی تکلیف ہوئی ہے۔ اسلام اس بات کا
غاصہ اہتمام کرتا ہے کہ اس کا طریقہ اس کے
نظام کے مطابق ہے، یعنی میدان سیاست میں
بھائیت اللہ اور درست رسول اللہ سے
رسہنما ہوتی ہے۔

اس لئے اسلامی نظریہ سیاست میں
داخلی سیاست کا مطلب ہے طریقہ اس کے
نظام حیات کا مکمل نفاذ اور خارجی سیاست
کا مطلب ہے اور کوئی دروس اور مزین ملکوں
کے باہر سے نام قیادت کا چھپا جاتا۔

اس سے پھرہ پہلی مثالی حکومت قائم
ہو جائی گی جس نے روم داران کی خلیفہ
سلطنت کا خاتم کرایا تھا اور اس کا خلیفہ
کالبادہ اور حکیمی خاتم کی خلافت کا خاتم
کی خلیفات کے بارے میں شکوہ ہجنگی کے ذریعہ
کردے اور خلافت کے راستے سے اسلام کو
شادی۔ چھرہ طایپیں اس کے لئے حالات
کا مطلب ہے ہر اس چیز میں شک ہجوس لہو
اسے ہماری طرف ان کے ذریعہ منقول ہوئی۔
یہ شکوہ پھرستہ نکل ہی مدد و پیش رہتے
بلکہ آن میں بھی کوئی نکتہ میں کوئی نک
قرآن کو بھی ایھیں کی قدسی صفات تھیں
نے ہم تک نکل کیا ہے۔ اور ایک قدم آگے
بڑھ کر یہیں کے کام سے پورا اسلام
کو تنانے کے لئے پیش کی تھی: تاکہ وہ اسلامی
نفاق، فربی اور بد عہدی کا نام بے خایہ
یہ مطلب ہی کہ جائز تریکا انتیار کرنا بھی
مزوع ہے اور ازادوں کے خلیفی جگہ ملکت کے خارجی
تعلقات، معاہدے اور جنگ دام اس کا نظریہ
کے ماتحت اور کنکاپ دستتے اس اخذ کر دے
احکام کے مطابق ہوتے ہیں۔ اسلامی ہنریب
کا خیریتی ہی بھجت، فربی، دھوکہ، دھوکہ
سے اختیاب داخل ہے۔ کیونکہ یہی باقی اسلامی
قدار سے پوری طرف مگر اسی پر لکھنے کا
یہ مطلب ہی کہ جائز تریکا انتیار کرنا بھی
مزوع ہے اور ازادوں کو چھپا اسے ادا پڑے
مقاصد کے لئے خیسا سکیں بنائے کی کوئی
اصیت ہے۔

(۱۰) اسلام اور سیاست
کرنی محروم! اپنے جادہ لخیال
کے درمیان کہا تھا کہ دین سیاست سے
اللگ ہے۔ کوئی نکتہ اور قیادت اور کوئی سیاست
نے اس کو گھاٹ کر خلافت اور تاریکی سے اسلام
ہی شکوہ ہو جاتا ہے اور اسلام کے بارے
نظام کو مترقبی نظام اور مزینی طرف حکومت
سے پول دے اور عربی حدود کیا ہی روت
اوہ اسلام کا خاتم ہو جاتے۔

ہم عرض کی یہی کچھ کو اصل سیاست
نام ہے اندرون ملک۔ ملکی قویں کی تقدیر
میں ہے کی کہ غلط فتحیہ ہو کر اسلام
جو نکر ہر جو ہے ہر ٹڑے معاہدے کو کتنے
کے احکام سے مقدم کرتا ہے اسی لئے آج کا
دنیا میں سیاست یعنی ملک کے داخلی و خارجی
اتخام کے اندر اس کی رعایت نہیں کی ہے۔ یہ
خالی خوار و اندھے کے خلاف ہے۔ حضرت عمر
میں خطاہ پڑ کی تھی تبکرے سے میں اسی
کاڈی کی چودھری، دکسی شہر کے حاکم نہ کسی
غناقاہ کے شاخ بکھر ہے خیفے خیفے۔ اس
وقت دنیا کی سب سے بڑی مسلطت کے حاکم
جب اہم دستے اس دستے کو دو عظیم مکوئیں یعنی
روم داران کو شکست دی اور زمام قیادت
اپنے اپنیں میں لے لیا ہائے جس کا اسلامی
اس وقت کی سب سے بڑی حکومت ہی تو

آج جب کو مسلمان قومیت، طبیعت،
سو شلزم، کیوں زم، سرمایہ داری، سیاسی
کا نقطہ نظر اپنی کارکردگی کے طور پر
اور قیادتی اپنے انتیار کرے اسی یا اشتراکت اور
سو شلزم کا نقطہ نظر۔ یہ لوگ اپنی سیاست
کے لئے بھی اسلام کی طرف بڑے ایھیں
نظیرات و افکار سے جو کوئی خوب نہیں
دیتا۔ ان دو کوئی اپنے سیاست کے
کوئی دعوت حقیقتاً کفر صریح ہے اس قسم کی
دیتی دعوت یا تو اسلام کے باغیوں کی ہو سکتی ہے
اٹھا کر چھرایک بار اسلام کی طرف رونگ کرنے
کے لئے اپنے ایھی اسکا ہے اور سیما کے
کوئی احمد بھری نکالی ایھا کر تا اور علکت
کے علیہ واری اور سو شلزم اور کوئی نہیں
کیا وہ اسی نظر سے ان کی طرف بڑے ہے۔

یہ تو مزینی ملک اس احساس کو مٹانے کے
لئے خونک ٹھنگ سے ان کی طرف بڑے ہے
پہاڑ ہم اس زمانوں کو شکستے کیوں ہے کوئی
پیش رانی ہیں بلکہ وہ سیاست یعنی اس طریقہ
کو لازم اور صورتی خیال کرتے ہیں۔

کیا جائے کا سبب زمان جائے اور کیس اسلام

چیز نے حفاظت کی ہے وہ صرف خدا کا

اور نصت دیا کا حضت فائسے سیکھے اور
عورتوں کے ناقص المثلث نظام میشت، ملکیت اور
اس کے اقسام بیسی انفرادی، ملکی اور عوامی
ملکیت اور حکومت کے ذریعے آمدی اور
صارف کا علم ہوا۔ اس سے ہمیں صولوم ہوا
کر حکومت کے سکے کے لئے سزا چاہی کا
ہونا لازم ہے اور کس طرح اس میں دین دین
ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کا انتقالی
و حکم ہے کہ ان سے جنکر کیے جس کر بھی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور باہم
عقل کا حامل تھا۔ اسی کے لئے اسٹر قیادت
وروروں کی شہادت کو مردوں کی روایت کی
پر دو مسلمانوں نے ایک دوسرے پر تلوار
اٹھائی اس کے باوجود دو دن کو مونہ ہما
گیا، میں ایسیتے نصت قدم پر ایک شاگرد
امام مسلم بن جعاب علیہ اسلام کے
صیحہ مسلم کی تائیف تھی۔

(۹) تدریک حدیث کے خطرات:
ہماری گذشتہ صورت سے بات
روشن ہو جاتی ہے کہ قرآن پر افکار کرنے
کے باہر سے نام قیادت کا چھپا جاتا۔
اس سے پھرہ پہلی مثالی حکومت قائم
ہو جائے گی جو بھی خاتم کی خلیفہ ہے۔
کوئی کام کا مطلب ہے اس کی پرداش کی تھی ملکیت
کے خلاف کرنے کے لئے اس کی خلیفہ کی خلیفہ
کی خلافت کے سکے کے لئے سزا چاہی کا
ہونا لازم ہے اور کس طرح اس میں دین دین
ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کا انتقالی
و حکم ہے کہ ان سے جنکر کیے جس کر بھی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اور باہم
عقل کا حامل تھا۔ اسی کے لئے اسٹر قیادت
وروروں کی شہادت کو مردوں کی روایت کی
پر دو مسلمانوں نے ایک دوسرے پر تلوار
اٹھائی اس کے باوجود دو دن کو مونہ ہما
گیا، میں ایسیتے نصت قدم پر ایک شاگرد
امام مسلم بن جعاب علیہ اسلام کے
صیحہ مسلم کی تائیف تھی۔

(۸) سنن کی اہمیت:
گذشتہ بیان سے مراد ہر قاتل ہے بلکہ
وہ ہے جو نامنحیٰ تھیں اسے سے یہ لازم ہیں آتا
کہ ناکرپڑا اور مکان کا فراہم ہونا ہے اور
کوئی تباہی کے لئے قاتر کے قاتر میں ملکیت
کی تباہی تھیں۔

(۷) مسلم علیہ اسلام کے نزدیک مل شد
ہے کہ نصت اگر قطبی وطنی کے درمیان ہے
وقطبی کو اختیار کر کے قطبی کو جھوٹا جایا جائے
شانہ و روات جو فاطمہ نبی مسلمہ سے مردی
ہے وہ کہتی ہیں کہ میر سہر سے رسول اللہ
کے ہمہ میں تین طلاقیں دیں۔ میں حضور
کے پاس آئی تو اپنے میرے لیے زندگی
مقرر کیا اور رسانکنی میری حدیث اُتھی کی
حالت ہے۔ فرمایا گیا ہے۔ اُسکو ہعن
من صحت سکنند من رجح کر جنک

رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ "جب قام
مسلمان ایک آدمی کی امارت پر مقتول
کی تھیں کہ اس کا کامیاب اور عقدہ دو احکام
کے قابل ہے تو اس کا سرکبی دو، خواہ وہ
کوئی ہو۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں
پر محول کرتے ہوئے دلوں پر عمل کیا جائیگا
اوہ اگر تعارض فام و خاص، مل د

اس وقت کو روسراؤ کر تباری جماعت
توڑنا چاہئے تو تم اس کا سرکبی دو، خواہ وہ
کوئی ہو۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں
پر محول کرتے ہوئے دلوں پر عمل کیا جائیگا
اوہ اگر مخالص حدیث ان اقسام کی رسم ہوں
کہ اس کے بعد کوئی کامیاب اور عقدہ دو احکام
شرعیہ کا جانا غاہدہ عبادات ہوں یا حرامات
عقوبات ہوں یا اخلاقیات یا شخصی مسائل،
اسی پر موقوف ہے۔

کوئی نصت ہے ہیں
یہ حدیث صحیح ہے
سے ذکر کی ہےزندگی کی تھی اور مقتول، "عام ہی۔
دوسری احادیث و آیات ان کی تفصیل کرنی
ہے۔ اُنہوں نے فرمائے فرمائے فرمائے
نافائل والمقتول لا حماف النازار۔

مکولانا محمد علی

جوہر

عقل کی مرضی تھی

محمد علی انصاف کی کرسی پر
بٹھاے جائیں مگر،
عشق کی خوشی کے الزام کے کھڑے
میں کھڑے ہوں، عقل نے کہ
انہیں سزاد ہے کاظمیہ
مگر،

عشق نے مزا پانے کا سلیقہ سکھا
چاہا۔ عقل نے ان کے بیٹے بھی کا
چغہ اور وزارت کا خلعت . . .
کر عشق نے جیل کا کرتا اور حج کا
حرام پہنا تا چاہا۔ عقل کا مشورہ دیتا
کر

ہ بربادلا اور انگر سال کے زمرہ
سماں کر دی میں میر عشق کا حکم
دلس و ملال کے سلسلہ اعلایی میں

ش یہ کہ عقل کا فیصلہ تھا کہ وہ زیر دُگ
ت کا فتویٰ تھا کہ وہ شہید ہوں۔
(مہرِ مخفوظہ سلی)

نی اماں - آبادی خاکم

مولانا محمد علی جوہر نے جنکی گود بیس سوچ کی بسل کریں

۱۹۲۵ء میں رہائش کے

حریر : شفیق پریلوی

بی اماں، ایک عالی حوصلہ، روشن خیال، راست الارادہ
نیک طینت اور رویندار خاتون تھیں، ان کی خانہ اپنے لئے محرکہ تھا اور محرکہ تھا اسی
کے کارن لئے آج بھی ہائے لئے چلائی راہ ہے، بلی اعتمان،
کام نام، آبادی خالم، تھا یکن ملک و ملت کے ساتھ آپ
کے مادر وطن نے ملک اور شفقت نے ہر فرد کو نہ صرف بی اماں
کے لئے یاد کر لئے بلکہ حقیقی بی اماں بھئے پر مجبور
کر دیا تھا۔

بی اماں کی ولادت ۱۸۷۴ء نئے نئے کرامروہ (یون) میں ہوتی، آپ کے والدگان منظہر علی بڑے جاگردار تھے
واب و رویضہ محلیہ ان اجداد میں تھے جو عالمگیریاں کی فوج
میں اعلیٰ اعہد پر ماورائے امر وہ کام اسے چار سو گاؤں
کا پر گستہ عالمگیریاں تھے آپ کو عطا کیا تھا۔ غرضیکہ ایک رہا

ہاد را ہے نے حتیٰ گولی اور بیباکی اور آزادی کی تھی
میں نظر سندھی اور قید و سلاسل کی جو صورتیں پڑا
کیسے ، اس سلسلہ میں ہر ہر گام پہاڑی کا نام نہ ہے اس کا
بکت بندھاتی ہے ان کے حرطے پڑھئے اور بی
بیشودہ کی قربانیوں پر بیٹھے سکراتی رہن ، اللہ تعالیٰ
ادا کرتی رہیں ، ایک کمی مدد کے کردار کا وہ ایکہ
چاگی نہ رہے تھیں ۔ کاش آٹھ بھی ہیں آہادی کا فلم جیسے
سائیں مائن کے نقش قدیم پر ٹھنڈے والی ناییں تھیں
جسون ، جس کے بیشودہ کے سینزوں میں شرکت ملی اور
محمد علی جسما قدمی دملی اور اسلامی جذبہ سنایا
لہور پر موچنے لگا ۔

۱۹۲۱ء میں برطانوی فوج کے مدافوں کو
پر اکٹھے کے ایام میں سو لا تا شرکت ملی اور مرا
حمد علی پر کلاجی کے خاتق دنیا ہال میں مقرر چلا
اور دو نزد تجاپڑی کر دو دو سال کی سزا یافتگی
بر صیخر کے کوتے کرنے میں اجتماعی میسوں ، جلوس
اوہ سہکار میں کانوار گرم ہو گی ، اور ہندوستان
کے گوشے گوشے اور گلگوچی میں آہادی خانہ کے
وہ چذبات کی سلطراں اکٹھنے پا نظر آ رہے تھے ، وہ
دولوں اکھڑا اور ساری ہی نظم کافی طور پر ہے ، لیکن
کے چند اشعار ذیل میں درج ہیں ۔

بیویں آمیں محستہ علی گی
جان پڑتا خلافت یہ زندگی

ساتھ ہے تیرے شرکت حل بھی
جان بیٹا خلافت پر دیدو
بے سے جبل ہامیں رہتا
جرم صیبت پر اس کرہتا
سُبْرِ اَمْبَحْهُ اللّٰهُ كَانَ مُكْثًا
جان بیٹا خلافت پر دیدو
بڑھی آنکھ کا کچھ علم نہ کرنا
کل پڑھ کر خلافت پر سرنا
پورے اس استھان میں اترنا
جان بیٹا خلافت پر دیدو
جدا گستاخ ہو ہم کر
دودھ پر گزرنہ بخشنگی سے کر
اور دلاؤڑنے کھونگی تم کو
جان بیٹا خلافت پر دیدو
کھانچی کئے اگر تم کو جان
مالکا ستھ کھروتے سے پانی

نام و نہ بیسہ خانہ میں
جان بیٹا خلافت پر دیدرو
دیکھو درخواست پاؤ گے غیر
نام ہرگز کا سپسیدہ خلافت
اے ہرگز قلی اور شوکت
جان بیٹا خلافت پر دیدرو
ہوتے ہیں اگر سادھے
سب کو کرقہ خلافت کے حصر
ہیں یہی دین، ہر کے ذمے
جان بیٹا خلافت پر دیدرو
آہار کی خاتم، بی آمان تک دنات ۲۴ نومبر ۱۹۵۷
کٹ بھی رسلیت ۱۳ کو رامپور میں ہوئی تو پوری
ام مسکار سئی، اور قوم، شکر کیون مہ ہوتی

وہ پسروں کے فرمی امامان چین، ملی براڈ رائیں کے
لئے اسی سے برآ گا وہ اور زکیا ہو سکتا تھا، اور
صرف مان کی مانتا سے بخوبی ہنسیں ہو سکتے تھے بلکہ
کافر ایک سمجھ رہ سر، ایک شیخ زندگی کی راہ ہوں کی
شناخت چیز کیجئے تھی، مگر اس مظہم مان کی تربیت
ن کر جو حوصلہ اور پہنچت و استقلال کی نعمت
کیجئی اس کے سہارے ملی براڈ رائیں نے مان کی دعائی
بپڑتے صرف اپنی مظہم مان بلکہ پورے خانہ دانتے
ہام کو روشنی کیا اور خود کی رندھہ چادرید پر گئے
تباہ ک تباہی، ایسی مان اور ایسے بیٹوں کی لحد
تھیں اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے گا :

یح اشاعت میں

"تمیر حیات" اگر آپ کو پسند ہے تو اس کی تکمیل
حمدہ لے جئے، اگر نا پسند ہو تو ہمیں لکھئے۔

کرنا ہو گلا۔“
چینی اخبار تن بات با دہانگ
اگر نومبر ۱۹۴۷ء
(بحوالہ ”اسلام اور عصر حاضر“ پاک

(بحوال "اسلام اور عصر حاضر" پاستان)

یہ معاشری برابری اور انسانی ہمدردی کے خوشناموں سے جتنے فلسفے سرگرم سفر ہیں ان کی منزل ہی مفادات، خواہشات، دولت پرستی، نفع اندوزی اور مذاہب سے بغاوت کی طلب ہے، یہ مذاہب وادیاں کے حق میں

ستقل خطرہ بنے بھی ہیں لیکن چونکہ اسلام
علاوہ کسی مذہب میں وہ نظام، وہ آئین،
اصالت اور زندگی کا ساتھ دیتے ہیں کہ وہ فقط
خوبیاں نہیں ہیں جو اسلام میں پانتے ہیں اس
وہ مرعوب ہو جانے کے لئے بیس، بائیک
امت مسلمہ کا مقصد بھی چند روزہ زندگی میں
خواہشات کی تکمیل نہیں ہے، وہ معدہ کاغذ
اور زر پرست نہیں ہے، اگر اسے خوف خواہ
اور رسول کے فرمان و سنت سے عشق و رحیم
ہے، آخرت کی فکر اور اس کی دائمی زندگی
پر یقین کا مل ہے، وہ جانتا ہے کہ جہان
کے لوازمات کے علاوہ تخلیق انسانی کے دو
مقاصد ہیں، وہ صرف ایک "ترقبی یا فتح حیواں"
نہیں ہے، تو اسے جان لینا چاہیے کہ وہ خدا
کا خلیفہ ہے اسے اس آفاق والنفس کی
سے گذر کر آگے بہت آگے بڑھنا ہے،
جسم و جان کے تقاضوں میں الجھ کر رہ جا
نہیں ہے، پھر اسے یہ بھی معلوم ہو جانا چاہیے
کہ آج پوری دنیا اسے اور اس کے مذہب
اسلام کو نیست و نابود کر دیتے اور ماں
سے ان کا رشتہ کاٹ ڈالنے کی ہر عمل کر
کر رہی ہے، اگر آج بھی انھیں ہوش نہ آ
اور وہ جہاد و تحقیق کے تھیمار سے لیں ہیں
میدانِ عمل میں نہ آئے، علم سیاست کی
سے ان کا استیصال نہ کیا، زندگی اور ترقی
کی دوڑ میں ان کا تعاقب نہ کیا، ایمان
اسلام کی ذمہ داری سے عینہ برداشت ہو
خدا کے کام کو نہ سنبھالا، اپنے حسن عمل ا
اخلاق و تائبیت اور اپنی دینی چیزیت دینے
کا ثبوت نہ دیا، تو ذلت و رسولی اور نیک
دزوال سے پچ نہ سکیں گے،

صاحبِ قرآن ذرا ہوش میں آ

علاء الدين ندوی

برتا و نظم و قہر مانیت کی علت
سمت، پاکبازی و اخلاقی اقدار
دھنگے بیس، انسانی ہمدردی
باپ جب بوڑھا ہو جائے تو
کل آخری گھری گذار نے کے
ستھل میں داخل کر دیا جاتا ہے
لئے جائزوں کے سے مدد یعنی
جاتا، اسی تہذیب کی وجہ سائنس
تھی جس نے صرف پہلی جنگ عظیم
مازوں کو بلاؤ اور داکروڑ گھر
تہذیب نے ہیر و شما اور ناگاہ سما
جا، جہاں کی سر زمین میں آج بھی
میں آتی، جہاں کے انسانوں کی
لی لوی، لنگرہی، اپا، بچ پیدا
تہذیب نے کو ریا اور ویٹ نام
نوں کوتارا بح و بر بار کیا، اسکے
نریب پروری اور اقتصادی
ی (اشٹراکیت) کے نام سے
مازوں کو موت کی یمند مُلا دیا
عافر مطبوعہ پاکستان کیونز م
آنے لگا تو "پانچ کروڑ مسلمانوں
با، (ایضاً) اور جب دین
پیدا ہڈیوں میں اس (حکومت
ت کرے تعمیر کر لے تو مختلف
گئے تھے، "اسلام اور عصر حرام
اقتباس یہاں نقل کیا جا
سے متعلق ہے،
مسلمانوں! گوش ہوش سے سزا
ہرگز اس بات کی اجازت نہیں
تم اپنے چہروں پر دین کا نقہ
ہم نہیں جلاوطن یا نیست ونا
کے بعد نہیں گائے کی جائے خدا
پڑے گا۔ آج کے بعد اس بار
دی جا سکتی کہ تم اپنے اوقا
کرو، قرآن کی تلاوت کرو،

کے ساتھ ذمہ داری
بے، عفت و عمد
ایک گالی بن کر
کا یہ عالم ہے کہ
مارڈا لئے یا عمر
لے اسے کسی با
جنی تکین کے
سے گریز ہیں کیا
اور ایسی ترقی کے
میں ۶ کرڈ ڈرانس
تباہ کئے، اسی ت
کو جہنم زار بنا دی
سر بزری نظر ہے
ادلا دیں آج بھ
ہوتی ہیں، اسی ت
کے لاکھوں انسا
نے مسادات،
و معاشی برآبزدی
ایک کروڑ ار
(اسلام اور عصر
کا قیام عمل میں
کو تہبہ تیخ کیا گی
مذہب کی بوس
چین) نے عشر
کتنے نصب کے
کے حوار سے ایک
ہے جو مسلمانوں
آج کے بعد تمہیں
دی جائے گی کہ
ڈال سکو، ورنہ
کر دیں گے، آج
کا گوشہ کھانا
کی اجازت نہیں
نماز میں ضائع
مسلمانوں پورے
مدارس کو دعو
کو توڑنا سو ٹک

اپنی روایات کے فنا ہو جانے اور زندگی کی
پستی کا احساس بھی نہ ہوا ہو گا، اس لئے
کہ ان کے پاس زندگی کا وہ لائے عمل اور ایسا
کوئی جامع، متوازن نظام نہیں تھا جو تہذیب
مغرب کے مقابلہ میں فرد اور جماعت دونوں
کی نگہداشت و حفاظت کرتا۔

ابتدہ اسلام کے ماننے والوں نے جہاں
تک ممکن ہوا اس کے پسروں کو اس فتنہ سے
محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ اس کی بھروسہ
تیغہ کی، اس کی ایک ایک خامیوں کو آشکارا
کی، اس کی چمک دمک اور ظاہری حسن ذخیرہ
میں پوشیدہ ہلاکت و بر بادی کے دیوبیکر عفرت
کو ان کے سامنے کھڑا کیا، اور اس وقت
پورے شد وحد کے ساتھ اور بھی اپنی مصلحت
و قوتانی کا مظاہرہ کیا جب انہوں نے ساری توجہ
اسلام ہی کی طرف مرکوز کر دی اس کو اپنی یہودی
کا بدفت بنایا اور اسلام کو یعنی دن سے اکھاڑ
چھینکے کا فیصلہ کر لیا، ادب، فلسفہ، ریڈ یا
ٹیلویژن، کمپیوٹر، معاشی و اقتصادی اصلاحات
کے جھوٹے نام اور تلاعيب استہرار کی راہ سے
اس کو ہمیشہ کے لیے فنا کے گھاٹ اتار دینے
کا تہبہ کر لیا،

اس تہذیب کی ظاہری رعنایوں مکرو
فریب اور طبع کاریوں اور جبر و استبداد کی
صورتیں دیکھنی ہوں تو انہیں قریب سے پر کو
کے دیکھئے، یہ ترشیحت ہو چکا ہے کہ اس کی
ساری جدوجہد، اس کی اجتماعی یا انفرادی
کوشش ہی صرف دادعیش دینے اور زندگی
کا لطف اٹھانے کے لئے ہے، اس کی ساری تگے
دو صرف ایک بالشت پیٹ کے لئے ہے اس
کا مذہب مددہ اور مادہ کے علاوہ کچھ ہیں،
اس کی حرص و آرزو، اس کی زر پرستی و جاذب شفعت
نے پوری انسانیت کو اصل پڑی سے اتار کر
انسانی بدنال، اخلاقی انوار کی اور سماجی بے راہ
رسوی کی شاہراہ پر لا کھڑ کر دیا ہے۔ سیرت
اخلاق، روح ایمان، دیانتداری اسلکے یہاں
ماضی کے افسانے بن کر رکھے ہیں، مذہب
و خدا پرستی رقی کی راہ میں حاصل ہے۔ عمروتوں
اور اپنی ساری روحانیت اور مذہب سے
انافت و بش اپنی کے دعویٰ کو ختم کر جو ادا،
اس اندام سے شائد ان کو اپنی حق تلفی،

یہ بات اب حقیقت بن چکی ہے کہ
یورپ اپنی فدا بیزاری، نذر پرستی، اعلیٰ
انسانی روایات و اقدار کی پامالی، جسم و
پیٹ کی بندگی، خواہشات کی غلامی، مذہب
سے بغاوت اور جسی انوار کی وجہ سے
سخت بھراںی کیفیت، اضطراب، بے چینی اور
امشار و پریشانی میں مبتلا ہے، یقیناً اس کی
مشین اور سائنسی ترقی یجرت انگریز اور عقابلہ
ہے لیکن اس کی خود فراموشی، مذہب بیزاری اور
انسان دشمنی نے اس کو اخلاقی بے راہ روی
کی جس ہونا کے سطح پر ڈال دیا ہے کہ اسکی
شان ماضی کی تاریخ میں مشکل ہی سے ملے گی۔
آج جب کہ مغربی آئیڈیا الوجی ہمروں
صوریات، مغربی انکار و نظریات سے بوری
نیا مرعوب ہو چکی ہے ہم دونوں کو دو بلکہ
یں تقسیم کر سکتے ہیں، ایک مذہب بیزار بلکہ
من کا مذہب ہی احاد و دہریت کی تلقین و
بلیغ ہے، ان کے یہاں جسم کی آرائش، آرام
و راحت اور عیش کوشی کے لیے ذرا لمع کی
فرائی، دنیاۓ فانی کی زنگینیوں سے لطف
اندوڑی، مادی تعیش اور حصول لذت ہی
زندگی کا اہم مقصد ہے، دوسرے بلکہ (گروہ)
وہ ہے جو اپنے کو مذہب کا دفادرار اور شیدا
کہتا ہے، جو مذہب کو زندگی کا لازم تر قرار
دیتا ہے لیکن اس نے مغرب کے تھیل، اس کے
نظام فکر و عمل اور اس کی صناعیوں اور طبع
سازیوں سے سکور ہو کر اس کے آگے سپر ڈال
دی ہے، وہ مذہب کو ایک بخی ضرورت سمجھنے
ہے اس کی بہرہزادا کو بسرو چشم قبول کریا
ہے، اس طرح سے وہ اس کی ذہنی، فکری، عملی
ہیئت میں اس کی غلامی کے دام میں چکنے چکا
ہے۔ یسا میت، یہودیت، بدھارم، جندو
ازم و غیرہ وہ سارے نہ ہیں، میں جن کے
خود مستقل نظریات اور عقائد میں لیکن انہوں
نے عمل اپنے لگھتے اس کے سامنے ٹیک دیے
اور اپنی ساری روحانیت اور مذہب سے
انافت و بش اپنی کے دعویٰ کو ختم کر جو ادا،
اس اندام سے شائد ان کو اپنی حق تلفی،

بیہدہ حسن المبنی

سائنس تسلیم کرنے سے محفوظ رکھتی ہے۔

روحانی استفادہ اور ذاتی تعلق کی اس آہنی دیوار نے ان کو زندگی کے ہر ہر وہ

پران غلطیوں کے انتکاب سے بچا جس کے باستفات بڑے بڑے ذمین افراد خدا برپا ہیں اور اپنے کو ان حدود کی محبت اور تذکرے باطن سے بلند وادیں بخشنگ ہیں۔

اسی تعلق کا کوشش ہے جس نے حسن المبنی کے اندر ایسی قوت پیدا کر دی جس نے

ان کو زندگی کے ہر ہر وہ جادو عمل کی ہر مژل اور درعہ و تبلیغ کے ہر ہر قمع پر حجابت و

تمباو کا شکار ہوتے ہے پکایا۔

یہہ تمام ہے بہاں حسن المبنی دوسرے صلحیں سے (بیرون کی تفصیل شان کے)

ممتاز نظر آتے ہیں۔ یہ کوئی دہانہ ان قدسی نعمتوں بزرگوں کی محبت کے اثرات ہر ہر طبقہ پرتابے ہیں جن

سے اپنی علیٰ سکون اور دعا لی فنا ملتی ہے۔ پھر یہ کیسے ملن تھا کہ وہ ان کے مدح نسبتے

حالات ان کی پاک محبت نے ان کو کفر والاد کے تند تیر سیلاب اور آرامش اور مادی تحریخ

کا شکار ہوتے ہے بیش محفوظ رکھتا۔

یہہ کمیاب نصوصیت ہے جو بہت خوش نصیب افراد کے حصے ہیں آئی ہے۔ یا تو ایسا

روحانی مرشد ہیں ملائے جسے زندگی کا کوئی تجزیہ ہیں ہوتا ہے دیساں دعویٰ بنائیں

جود علوی زندگی کے حقائق سے بے خبر اور لذت قلب سے نا اشتہا بلکہ بعض اتفاقات اس کے

ملک پرستے ہیں۔ یہنک حسن المبنی کو زندگی ان دونوں جیزوں کا حسین اخراج تھی اور اس نے

ان کی شخصیت کو روآترش بنادیا تھا۔

درکھ جام شریعت در لئے سندان عشق

ہر ہوشانک نے دام جام و سندان باخت

ہماری موجودہ اسلامی تاریخ کے صفات صلحیں و مددوں کے تذکرے سے رنگیں ہیں۔

اور بلاشبہ اس مردِ جاہد اور شہید راہِ حق کا اسی ایک خاص مقام ہے کیونکہ جنتان

اسلام کی ایسے زندگی وقت میں آیا ہے کہ جب کہ اسلام عزیز الدیار برپا تھا اور استمرار

موت و زیست کی کوشش کسے دوچار تھی اور خدمت دین کا یہ وہ قام ہے جان پرچے

کے بعد آدمی موت کی کندرے سے آزاد ہر جا تھا یہے یا سرت ہی اس کے لئے سامانِ حیات بن

جائی ہے۔

کشمکش خبر سیم را

ہر زمان از غیب جاں رکیے است

سے جا ہے ان سر بکفت بڑھے جو زندگی جان لئے

تو سوت با ادب بڑھی جیاں حاد و ایں لئے

ولائقہ دو امن یقتل فی سبیل امواتا میں احیاء عنده

ربهم یرزقوت ۰

او رفاقت چوٹے بڑے سامانوں کا ڈھنڈنے کا

حقا اور لوگ اپنی پانی میں شدہ اشیا کی خانشہ

میں صروف تھے۔ یہ بات دیکھ کر کافی خوشی

سامان کرنے کے گرد گروگا کو کار دھماکے،

او اس موقع کو فینٹت بکھے کہ پھر کہاں ہی دعا

کا وقت ملے گا اور جیولیت کا اس سے بڑھ کر اور

اپنا اجتماع میں بڑے اور بارش کے اجتماع کے

اشیا اس دفتر سے بآسانی دستیاب بھی جھات

ہیں۔ یہ دین اسلام کی حقانیت اور سالانوں کی

راستہ بازی اور دراست روی کی دلیل ہے وہ

اسی بیوی صدیقی اتنا بھروسہ تھیں کہ

دینائے بارہ اجتماعات دیکھنے ہوں گے

لیکن اس تدریجی ایجاد کی تھیں کہ

کی خانیں کیا۔

کاش! پورا ہمسارہ یتھری بیٹھ کر کے

اور فکر کن گام کا مسلد، اسی عاصہ حل ہتھا ہوا

نظر اے لگو قصب و فرق پروری کی عینکا تانا

شرطے۔

پانہ کے اس اجتماع میں جو روح پرور

ہے سمری دعائیں، یہنک تبیخیں کے

مناظر دیکھنے میں آئے اور جو نہیں پڑھے اعمال

کے اور جس معمولی سی آنائیں سے گذے ہے

کہنے کی توجہات ہیں کی انکل کر آنا لش کے

اک جل کے سیاسی جلسوں اور ظاہروں میں ہکٹوپی

اترے ایسے جس ماحول رسی منتظر اور جس طبق

اجماعی دعائیں دعائیں اور تھلے ایسے

الفاظ اپارٹیٹے مسلسل شور کے باوجود گوئی

دھرتا ہے کہ اپنی دین اسلام کے دین جس

ہے نہیں گے۔ ھوڑی دیر کے لئے بارش

تھم گئی تھیں گھنٹے اہکھنٹے بھر کر آسان

کریا کر خواہ آج آسان اپنا پورا خدا نال

دے اور اپنا سارا پانی پیدا کرے تب بھی ہیاں

تھنچ جاڑیوں میں سے فودا ہر ہا جس نے

بازی کی تھی اس جنگی زار و قطابرے ایجاد

اپنے بھر کے سارے پنڈاں کے ہر ہر سری

مطابق دعاؤں کی صرفون خدا۔ صرف ایک چند

اجماعی و اخزادی طور پر بھرتا، الہی محات

فرماد یکے۔ الہی آسانی پیدا فرماد مجھے تری

صلحت کو ہم نہیں سمجھ سکتے یا اللہ ہیں

استقامت اور صبر ضیب فرما۔ عجب لہادی

ایمانی تھرے ہے ہمیز کا کام دیا عالم میں

چنگلی پیدا ہو گئی اور سارا مجھ مسلسل زور دار

بارش سی پتے سے تاثر کے پنڈاں میں مکمل

غاموشی اور سکون کے ساتھ رقت اگلی،

روح پرور اور ایمان افراد زیان سنتا ہے۔

اینی چجزی کی سر ترین رائیں سے

یہ خدائے تعالیٰ کی آنائیں کا تبدیل

پریتک سارے پکڑے ترجمت، قائم کاہل

مرحلہ تھا اور ایمان و یقین کو الجی آزالش

کی بھی میں مزید پختہ اور پختہ تر ہونا تھا اور

رہنمائی میں ایک کمرہ حاصل کیا گی جس میں

رسد آدم و آسانش تام سا تھیں نے قیام

چنگل کا ہزار دھونڈھر ہی تھی کہ آنائیں

کیا۔ ”ہم رہا“ جیسے پسندہ غیر مسلم علاقوں میں

کامیک سرداری کے قریب رہنے کے قریب قریب

بیوچ گئے۔

زور اور چھوٹے سے مزدوری میں بھر کر

خروس بالا گھبہت دیکھنے میں، خیطان،

نفس اور بذری صعبو جوں سے مقابلہ کرے

ہوئے بیعنی ساختی رات اپنے بھر کے بعد نیزندہ

کامشکار ہو گئے۔ یہنک بھر کی بھر بیعنی ساختی

اینی رہنی میں کہنے کا خابد کر کرے پوری

شب بیوچ میں بھر کے قریب قریب

بیوچ گئے۔

اور ایمان و یقین سے مزور میں صلحیں کی

قصور پیش کر رہا۔ اجتماع کا پبلیک نہیں

دگوں کی آمد آمد تھی۔ نظریک مخالف افسوس کا

کارروائی کی جائی کی جاگ، رہائے جو رحمت

بناۓ۔ ”صحیح“ چار بھر کے قریب قریب

تاریک، اس پاس دہمک کی منفس کا پتے

دقاںکن اپاک ایک بہت کردہ اور دہمکی

کلے اسول و پشا بھر کے مطابق زندگی اس

کی آذار کچھ و تقدیم کے بعد میں دی اور ایک

اس طبقانی حکومت کو اپنے گھنے سے جات د

منہزت کا داعد دریعہ بھکے، بجاۓ خدا نہیں

سی صروف تھے۔ یہ بات دیکھ کر کافی خوشی

سامان کرنے کے گرد گروگا کو کار دھماکے،

او اس موقع کو فینٹت بکھے کہ پھر کہاں ہی دعا

کا وقت ملے گا اور جیولیت کا اس سے بڑھ کر اور

اپنا اجتماع میں سرخ بھی اسے حضرت ایمان کی

میں خوبی کے ساتھ بھکے کہ جو کوئی

دوسرے دن بھی صبح سے خام تک بھی ماحول

ہر ہی کیفت، وہی ترقی ایمان و عقیدے کے

بستور برقرار رہی۔ تقدیم ایمانی پر

ضفایق ایمانی کا ارادہ کر لیا ہو تو دنیا کی

ادر منظر خوشنا تا قبلہ فرماد عورت کی مدد

کی تھیں کی تھیں کی تھیں کی تھیں کی تھیں

میں خوبی کے ساتھ بھکے کہ جو کوئی

صاحب پاپنی کی تھیں کی تھیں کی تھیں کی تھیں

میں خوبی کے ساتھ بھکے کہ جو کوئی

صاحب پاپنی کی تھیں کی تھیں کی تھیں کی تھیں

میں خوبی کے ساتھ بھکے کہ جو کوئی

صاحب پاپنی کی تھیں کی تھیں کی تھیں کی تھیں

میں خوبی کے ساتھ بھکے کہ جو کوئی

صاحب پاپ